الله اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاتم النبیین رحمت اللعالمین

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

حضرت امام حسن علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

یا غوث الاعظم دستگیر پیر ما

قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ

مصنفہ: حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم: حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی (ایم۔اے)

اور

گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت

مصنفہ: مفتی سرحد مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی رحمت اللہ علیہ

ناشر شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور شہر

حضرت سیدنا غوث الاعظم

سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

ای فلک میدانی یم من کیستم من کیستم

من سگِ درگاہِ عبد القادر جیلانی ام من سگِ درگاہِ عبد القادر جیلانی ام

سید محمد سبطین قادری گیلانی (تاج آغا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتم النبیین رحمت اللعالمین

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یا غوث الاعظم دستگیر پیر ما

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ

مصنفہ: حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم: حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی (ایم۔اے)

اور

گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت

مصنفہ: مفتی سرحد مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی رحمت اللہ علیہ

ناشر شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور شہر

نام کتاب: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلیٰ رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ

مصنفہ: حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ

مترجم: حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی (ایم اے)

اور

گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت

از

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی رحمت اللہ علیہ

مطبع: رضوان پرنٹرز ڈھکی نعل بندی پشاور شہر۔

سائز: ۱۸/۲۳
۸

ناشر: شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور شہر

سن اشاعت: ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۳ء

تعداد: تین ہزار

برائے ایصال ثواب

والد گرامی

مرشد کامل، جامع شریعت وطریقت، قطب عالم، امیر العصر

حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

و

والدہ ماجدہ سید محمد سبطین قادری گیلانی (تاج آغا)

کوچہ آقہ پیر جان، یکہ توت، پشاور شہر۔

حضرت سیّدنا غوث الاعظم
سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
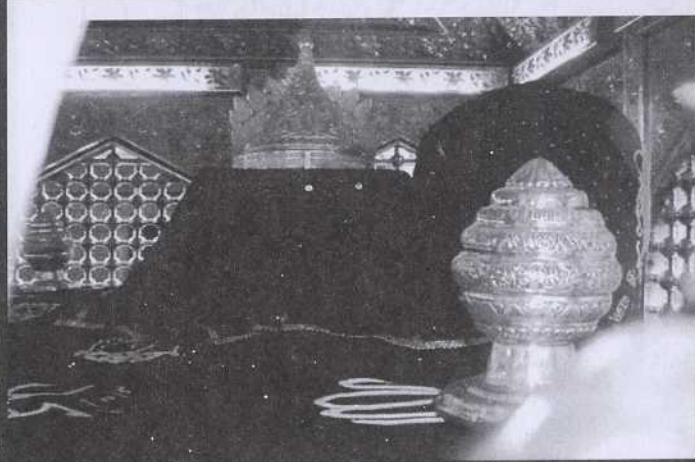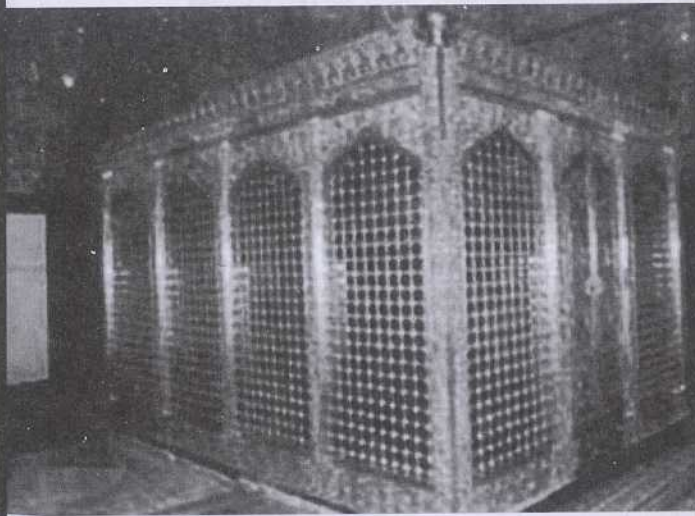
پیش لفظ

دینِ اسلام اور تعلیماتِ پیغمبر اسلام ﷺ کی تبلیغ و اشاعت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جن پاک باز اور قدوسی صفات ہستیوں نے نہایت اہم اور عہد ساز کردار ادا کیا ہے وہ جماعت اولیاء اللہ کی ہے۔ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی بدولت دینِ اسلام اپنی اصل شکل میں مکمل طور پر ہم تک پہنچا ہے اور آج ہم مسلمان کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ یہی علوم و معارف و فیضانِ الٰہی کے وہ روشن اور جگمگاتے چراغ ہیں جن سے ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ یہی وہ اعلیٰ اخلاق و کردار سے آراستہ و پیراستہ شخصیات ہیں جن کے اوصاف حمیدہ اپنا کر ہم ایک مثالی معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

سید و سلطانِ اولیاء غوث اعظم سیدنا الشیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ اسی جماعت اولیاء کے مقتداء و پیشوا ہیں جن کی سیادت، شرافت اور ولایت تمام متقدمین و متاخرین اولیائے کرام کے نزدیک مسلمہ ہے اور ہر سلسلہ کے اولیائے کرام حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فیضیاب ہو کر منصب ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح اور تعلیمات و ارشادات پر مشتمل تصانیف ہر دور میں مرتب ہوئی ہیں۔ زیرِ نظر کتابچہ بھی اسی مبارک سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو کہ دراصل دو اعلیٰ تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے۔

بہ لحاظ ترتیب پہلا مضمون حضرت شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان فکر انگیز و تحقیقی تحاریر کے اقتباسات پر مشتمل ہے جنہیں دور حاضر کے ممتاز مصنف و محقق، علامہ دوراں حضرت پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''جہانِ رضا'' لاہور) نے اپنے قلم گوہر بار سے مرتب فرمایا۔ یہ مضمون حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد حقہ '' قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ '' پر ایک مستقل و مبسوط تحقیق

ہے اور ایک نادر علمی شہ پارہ ہے۔

دوسرا مضمون ''گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت'' مفتی سرحد، علامہ اجل، صوفیٔ باصفا حضرت پیرزادہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف کردہ ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ پندرہ روزہ ''الحسن'' پشاور کے صفحات آپ کے لاتعداد تحقیقی فتاویٰ سے مزین ہیں۔ علامہ مرحوم نے گیارہویں شریف کا جواز انتہائی عالمانہ و فاضلانہ شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ نیز مخالفین و معاندین کے لایعنی اعتراضات کا جس بہترین اور تحقیقی انداز میں رد کیا ہے اپنی مثال نہیں رکھتا۔

اشاعت ھٰذا میں شامل دونوں مضامین قبل ازیں بھی الگ الگ شائع ہو چکے ہیں لیکن موجودہ وقت میں ان کی مکرر اشاعت کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ جناب الحاج سید محمد سبطین قادری گیلانی المعروف تاج آغا صاحب نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے گیارہویں شریف کے عظیم البرکت موقع پر اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کے ایصالِ ثواب کیلئے یہ دونوں علمی جواہر پارے یکجا شائع کرانے کا اہتمام کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس سعی کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول و منظور فرمائے اور ہم سب کو اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے عشق اور کامل اتباع کا جذبہ صادقہ عطا فرمائے، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوضات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور اپنے شیخ سے سچی محبت اور کما حقہ ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

قادری ہستم و غوث الثقلین پیر من است

من سگِ اویم و ایں سلسلہ زنجیر من است

الراجی الیٰ فضل الباری

سید یاسر بخاری

۷ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ط

الشیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مرتبہ: حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی (ایم اے)

غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی روحانی بلندیوں پر جلوہ فرما ہیں جہاں تک کہ کسی ولی اللہ کی رسائی نہیں ہوسکی۔ تمام اولیا امت کی گردنیں آپ کے فضل و کمال کے سامنے جھکی ہوئی ہیں۔ آپ کا یہ اعلان کہ "میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے" ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس سے کسی ولی اللہ نے انکار نہیں کیا بلکہ گردنیں جھکا کر آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اس مقام کا ذکر کرتے ہوئے تمام برگزیدہ اولیاء اللہ کے اعتراف و تسلیم کو جمع کر دیا ہے، چونکہ ان دنوں بعض برخود غلط علماء کرام اور مشائخ عظام نے اس مسئلہ پر قیل و قال شروع کر رکھی ہے اس لئے ہم اس فاضلِ یگانہ کے خیالات کو قارئین کی نذر کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ العالم شہاب الدین عمر سہروردی نے شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک دن شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا۔ اس مجلس میں سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ جب اُٹھ کر مجلس سے باہر گئے تو شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ عجمی نوجوان ان دنوں سلوک و معرفت میں قدم بڑھاتا جا رہا ہے اور اس کے مقامات روز بروز بلند ہوتے

جارہے ہیں، ایک دن آئے گا جب ان کے قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے اور اس نوجوان کو حکم دیا جائے گا کہ اعلان کرے کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ ط یہ اعلان ہوتے ہی، وقت کے تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں جھکا دیں گے"۔

حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

مجھے بہت سے مشائخ نے بتایا اور ان میں سے حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت نمایاں ہے۔ یہ حضرت عدی رحمۃ اللہ علیہ وہ ولی اللہ ہیں جن کے متعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ "اگر نبوت ریاضت کے ذریعہ حاصل ہوتی تو شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نبی ہوتے"۔ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کو پوچھا گیا کہ کیا آج سے پہلے کسی ولی اللہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ کا اعلان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ایسا کبھی نہیں ہوا۔ پھر آپ بتائیں کہ اس اعلان کا کیا مقصد ہے؟ آپ نے بتایا "حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ میں "خاص فرد" ہیں پوچھا گیا آج سے پہلے کئی فرد ہوئے ہیں انہوں نے ایسا کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا ہاں ان افراد کو ایسا اعلان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کرنے کا خصوصی حکم دیا ہے، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اولیاء اللہ کی گردنوں پر قدم رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ولی کی گردن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جھک گئی تھی۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو خود بخود سجدہ نہیں کیا تھا، جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔

حضرت شیخ ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ کی روایت سے بتایا کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ ط اللہ

تعالیٰ کے حکم سے کہا گیا تھا۔ یہ حکم قطب الارشاد کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں دیا جاتا اور قطب ہونے کی یہ نشانی ہے کہ زمانے کے اقطاب کو یہ اعزار حاصل ہوتا ہے مگر اعلان کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور انہیں سکوت کے بغیر گنجائش نہیں ہوتی اور جسے اعلان کرنے کی اجازت دی جاتی ہے وہ اقطاب اکمل اور منفرد ہوتا ہے۔

حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آیا سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللهِ ط کہنے کا حکم ہوا تھا یا انہوں نے خود اعلان کر دیا۔آپ نے فرمایا'' بے شک ایسا کہنے کا آپ کو حکم دیا گیا تھا''۔

حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات شیخ عارف ابو محمد بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی کہ جب سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللهِ ط کہا تو شیخ علی الہیتی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں موجود تھے۔وہ دوسرے مشائخ کے ساتھ اٹھے اور منبر کے پاس جا بیٹھے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک اٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھ لیا اور ان کے دامن کے سایہ میں بیٹھ گئے۔دوستوں نے آپ سے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے بتایا سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو یہ کہنے کا حکم ہوا تھا جسے میں نے خود سنا تھا۔یاد رکھو! اولیاء اللہ سے جو شخص اس بات سے انکار کرے گا اور اس کی ولایت سلب کر لی جائے گی۔میں نے سب سے پہلے بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک اپنے کندھوں پر رکھ لیا۔

عراق کے دیگر مشائخ عظام

شیخ علی الہیتی رحمۃ اللہ علیہ عراق کے ان چار مشائخ میں سے ہیں جو کوڑھ کے علاج اور

اندھوں کو شفاء کیلئے مشہور تھے۔ان میں شیخ عبدالقادر جیلانی ﷛، شیخ علی الہیتی، شیخ بقاء بن بطوء اور شیخ سعید قیلوی رحمت اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

مشائخ کی ایک جماعت

ایسے مشائخ کی ایک اور جماعت نے بھی حضرت سیدنا غوث الاعظم ﷛ کے پاؤں کے نیچے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ان میں سے

(۱) شیخ ابوشا محمد محمود (۲) محمود بن احمد کروی (۳) شیخ بقاء بن بطوء

(۴) شیخ ابوسعید قیلوی (۵) شیخ عدی بن مسافر (۶) شیخ علی الہیتی

(۷) شیخ احمد رفاعی رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور ہیں۔

یہ لوگ اس مجلس میں موجود تھے جس مجلس میں حضرت سیدنا غوث الاعظم ﷛ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللّٰہِ ط کہا تھا۔ان کے علاوہ پچاس بڑے بلند رتبہ مشائخ بھی حاضر تھے۔سب نے وہاں ہی اپنی گردنیں جھکا دیں۔شیخ علی الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اٹھ کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔

متقدمین اور متاخرین اولیاء اللہ

مشائخ کی ایک جماعت نے خبر دی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں اس وقت جہاں جہاں اولیاء کرام موجود تھے اپنے کشف سے اس اعلان کو سنا تو اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور بیان میں فرمایا کہ جس دن سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷛ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللّٰہِ ط کا اعلان فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی فرمائی تھی اور حضور اکرم ﷺ کی طرف سے آپ کو فرشتوں نے ایک خلعت پہنا کر اعزاز بخشا تھا۔اس موقعہ پر تمام اولیاء امت موجود تھے۔آپ کے ہم عصر اولیاء اللہ کے علاوہ تمام اولیاء کرام جو آپ سے پہلے گزر چکے تھے اور وہ تمام

اولیاء کرام جو ابھی اس دنیا میں نہیں آئے تھے، متقدمین اور متاخرین اولیا اللہ کے ارواح کو اس مجلس میں حاضر ہونے کا اعزار حاصل ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جو جس وقت خلعت پہنائی گئی تو اولیاء اللہ کے علاوہ بے شمار فرشتے اور رجال الغیب ہاتھ باندھے آسمانوں پر کھڑے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ اس دن اس قدر اولیاء اللہ، رجال الغیب اور فرشتے جمع تھے کہ ساری زمین پر تل دھرنے کی جگہ خالی نہ تھی۔ مشرق سے لے کر مغرب تک بے شمار مخلوق دست بدستہ موجود تھی۔ ہمیں ایسا کوئی ولی نظر نہ آیا تھا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

حضرت شیخ بقاء بن بطوء رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بقاء بن بطوء رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ جس دن شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیُّ اللهِ ط کہا تھا تو فرشتوں کی صفوں سے آواز آئی اے اللہ کے بندے آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت بقاء بن بطوء رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ان کا نام ان چار اولیاء کبار میں لکھا ہے جو حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خصوصی جلیس تھے۔

ایک زمانہ تھا کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بقاء بن بطوء کی محفل میں حاضر ہوتے تو از راہ ہیبت کانپنے لگتے اور بدن میں خون خشک ہو جاتا، پھر جب آپ کو اعلیٰ منصب ولایت عطا ہوا تو یہی شیخ بقاء بن بطوء جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جاتے تو ان پر ہیبت طاری ہو جاتی اور خون خشک ہو جاتا اور ان کا سارا بدن کانپنے لگتا تھا۔

حضرت شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ منظر دکھایا کہ دنیا بھر میں ایسا کوئی ولی اللہ نہیں رہا جس کی ولایت پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مہر نہ لگی

ہو۔ وہ اطرافِ عالم میں جہاں کہیں بھی تھے، نزدیک، دور، مشرق ومغرب تمام اولیاء
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تابع قرار دیئے گئے۔ دنیا میں ایسا کوئی ولی اللہ نہیں جس کے سر پر حضرت
سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ تاج ولایت نہ ہو۔ آج بھی ہر ولی اللہ کے وجود پر
حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف کی خلعت پہنائی جاتی ہے اور شریعت وطریقت
کے منقش لباس ہر ولی اللہ کو عطا ہوتے رہتے ہیں۔

دس ابدال

جب حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیُّ اللّٰہ فرمایا تو
آپ کی روحانی مملکت کے تمام اولیاء اللہ نے سر جھکا دیئے حتی کہ ولایت سے حصہ پانے
والے سلاطینِ جہان کی گردنیں بھی جھک گئیں۔ پھر کائنات ارضی کے انتظامات کے
نگران دس ابدال نے بھی گردنیں جھکا دیں۔

(۱) حضرت شیخ بقاء بن بطوء
(۲) شیخ حضرت ابوسعید قیلوی
(۳) حضرت شیخ علی بن الہیتی
(۴) شیخ عدی بن مسافر
(۵) حضرت شیخ ابوموسیٰ زوبی
(۶) شیخ احمد رفاعی
(۷) شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی
(۸) شیخ ابومحمد قاسم بن عبداللہ بصری
(۹) شیخ حیات بن قیس حرانی
(۱۰) حضرت شیخ ابومدین مغربی

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
ایسے تمام جلیل القدر اولیاء نے گردنیں جھکا دیں تھیں۔

حضرت شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ خلیفہ اکبر اکثر حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضری کا شرف پاتے

حضرت شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ علیہ

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کہاں تک درست ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ان کا دعوی درست ہے اور ہم نے ان کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور وہ وقت کے قطب الارشاد ہیں"۔

حضرت شیخ لولوء رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ میں سے ایک بزرگ کا نام شیخ لولوء تھا ان کا خطاب علی الانفاس تھا۔ جس دن سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا اعلان فرمایا اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں تھے وہاں دوسرے مشائخ کی ایک جماعت نے اپنے اپنے دلوں میں خیال کیا کہ حضرت شیخ لولوء رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی نسبت کہاں ہے آپ نے ان حضرات کے دلوں کے خیالات کو بھانپ کر فرمایا "میں سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے روحانی نسبت رکھتا ہوں جس دن آپ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا تھا تو میں نے دیکھا کہ تین سو تیرہ (۳۱۳) اولیاء اللہ نے زمین کے افق پر بیٹھے بیٹھے اپنی گردنیں جھکا دیں تھیں۔ آج حرمین شریفین میں سترہ (۱۷) اولیاء اللہ، عراق میں ساٹھ (۶۰)، عجم میں چالیس (۴۰)، شام میں بیس (۲۰)، مصر میں بیس (۲۰)، مغرب میں ستائیس (۲۷)، مشرق میں تیئس (۲۳)، حبشہ میں گیارہ (۱۱)، سد سکندری کے اس پار یاجوج ماجوج کی سرزمین میں سات (۷)، سراندیپ (سری لنکا) میں سات (۷)، کوہ قاف میں ستائیس (۲۷)، سمندری جزیروں میں چوبیس (۲۴) ایسے اولیاء اللہ ہیں جو مقام قرب پر فائز ہیں۔ ان تمام حضرات نے گردنیں جھکا دیں تھیں۔

شیخ ابی محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابی محمد بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کہنے کا حکم ہوا تھا "میں نے

دیکھا کہ مشرق و مغرب میں جتنے اولیاء اللہ ہیں، اپنے سروں کو نیچے کرلیا تھا۔ مجھے عجم میں ایک ولی اللہ ایسا بھی نظر آیا جو گردن جھکانے سے ہچکچاہٹ محسوس کررہا تھا، کچھ عرصہ بعد اس کا حال دگرگوں دیکھا"۔

حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی مسجد کے محراب میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے آپ نے سر جھکالیا اور زبانی کہا "میری گردن پر بھی" لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے، فرمایا ابھی ابھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ کا اعلان فرمایا ہے۔ اسلئے میں نے کہا کہ "میری گردن پر آپ کا پاؤں ہے"۔ لوگوں نے وہ تاریخ لکھ لی معلوم ہوا کہ واقعی اسی وقت یہ اعلان ہوا تھا۔

حضرت شیخ ارسلان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ارسلان رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی گردن جھکائی تو آپ نے کہا کہ آج شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد میں یہ اعلان کیا ہے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ اس لئے میری گردن جھک گئی ہے۔ دوستوں نے وہ تاریخ لکھ لی، واقعی اس تاریخ کو بغداد میں سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ کا اعلان فرمایا تھا۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح بعض مشائخ نے بتایا کہ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے طفسونج میں بیٹھے بیٹھے اپنی گردن اتنی جھکادی کہ ماتھا زمین کے فرش پر لگنے لگا اور زبان سے فرمایا "میرے سر پر" احباب نے پوچھا تو آپ نے فرمایا "بغداد میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے آج قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ کا اعلان فرمایا ہے۔

حضرت شیخ رغبت رجی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ رغبت رجی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ''جس دن حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَۃِ کُلِّ وَلِیُّ اللہِ کا اعلان فرمایا تو میں دمشق میں شیخ ارسلان کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ نے فوراً گردن جھکا لی اور پھر اپنے دوستوں کو صورتحال سے آگاہ کیا اور فرمایا جس نے دریائے معرفت الٰہی سے ایک گھونٹ پیا وہ معرفت کے فرش پر براجمان ہوگیا، اس کی روح نے اللہ تعالیٰ کی عظمت، ربوبیت کا احترام اور وحدانیت کی عظمت کا مشاہدہ کرلیا اور اس کے اوصاف حضرت قدسی کی قربت میں منظم ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت وجلال میں فنا ہوگئے، اللہ تعالیٰ اسے بلند زینوں پر چڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ ''مقام قرار'' کو جا پہنچتا ہے، اس کی روح تسکین کی فضاؤں میں پرواز کرتی ہے اور بادِ نسیم نورانی مقامات تک لے جاتی ہے، اس کے دل پر پوشیدہ اسرار ظاہر ہوجاتے ہیں ایسا فرد نہ بے ہوش ہوتا ہے نہ غفلت اختیار کرتا ہے، وہ سکر کی کیفیت سے مبرا کردیا جاتا ہے، وہ ایسے مقامات سے اوپر چلا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں باہوش، باحیاء، باادب کھڑا ہوتا ہے، آج ان اوصاف سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ متصف ہیں۔

حضرت شیخ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو یوسف انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ رغبت رجی سے سنا تھا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قطب اعلیٰ ہیں، تمام اقطاب امت ان کے زیر سایہ ہیں وہ ''سامی فرد'' ہیں اور تمام ''افراد'' ان کے تابع ہیں، وہ علوم معارف کی سلطنت کے شہنشاہ ہیں، ان پر یہ مقام منتہی ہوتا ہے۔ معلم حق کے شہسوار ہیں اور ان کے ہاتھ میں مہاریں ہیں۔ عارفوں میں جتنے شہبازانِ طریقت ہوئے ہیں وہ تمام کے سردار ہیں، وہ محبان

صادق کے قافلے کو آگے لے جاتے ہیں، ان کے چہرے کی ہیبت وجلال سے بڑے بڑے اربابِ عرفان کی عقلیں اڑ جاتی ہیں، ان کی خاموشی سے پہاڑ کانپتے ہیں، وہ اولیاءاللہ کے سینوں میں چھپے ہوئے احوال پر نظر رکھتے ہیں، وہ قبروں میں سوئے ہوئے اولیاء اللہ کے احوال پر نظر ڈالتے رہتے ہیں اور ان کے وسیلے سے اولیاء اللہ مراتب حاصل کرتے ہیں۔

حضرت شیخ ابی مدین شعیب رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ میں شیخ ابی مدین شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بتایا کہ آپ پچھم میں اپنے احباب میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے گردن جھکا دی اور فرمایا ”میں انہی میں سے ہوں، اے اللہ تیرے فرشتے گواہ رہیں میں نے گردن جھکا دی ہے، میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اعلان قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ سنا اسے تسلیم کیا“ دوستوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا آج سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ کا اعلان کیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالرحیم مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے صنعاء شہر میں بیٹھے بیٹھے گردن جھکا دی اور فرمایا ”ایک سچے انسان نے سچ کہا“ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا ”بغداد میں سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللہ کا اعلان فرمایا ہے۔ آج اس اعلان پر مشرق ومغرب میں بیٹھے ہوئے اولیاء اللہ کی گردنیں جھک گئی ہیں۔

حضرت شیخ ابی نجیب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابی نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں اس دن بغداد میں بیٹھے ہوئے تھے جس دن آپ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیُّ

اللہ ؁ کا اعلان فرمایا حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر جھکا دیا، قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین کے فرش پر جا لگے اور آپ نے زبان سے تین بار کہا ''میرے سر پر میری آنکھوں پر''۔

حضرت شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابی مکرم رحمۃ اللہ علیہ دونوں مصر سے بغداد آئے اور حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے مسجد میں حاضر ہوئے۔ اس مجلس میں عراق کے بہت سے مشائخ موجود تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیُ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقُبَۃِ کُلِّ وَلِیُّ اللّٰہ ؁ کہا تو مجلس میں تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ مجلس برخاست ہوئی تو شیخ ابی مکرم نے نگاہِ بصیرت سے مشرق و مغرب کے افقوں پر نگاہ ڈالی، آپ نے دیکھا دنیا کا کوئی ولی اللہ ایسا نہیں جس نے گردن نہ جھکائی ہو، فرماتے ہیں مجھے اصفہان میں ایک بزرگ نظر آیا جس نے گردن نہیں جھکائی تھی کچھ دنوں بعد اس کا خراب حال دیکھا۔

حضرت شیخ ابوالقاسم بطایحی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوالقاسم بطایحی حدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوہِ لبنان میں قیام پزیر تھا۔ کوہِ لبنان میں ایک شیخ عبداللہ جیلی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ سے قیام پذیر تھے میں ان کے پاس آ بیٹھا اور پوچھنے لگا، حضرت آپ کو یہاں قیام پذیر ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ انہوں نے بتایا ساٹھ سال ہو گئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی عجیب بات دیکھی ہو تو بیان فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ میں یہاں اکثر دیکھتا ہوں کہ کوہستانی لوگ چاندنی رات میں روشن چہروں کے ساتھ جمع ہوتے رہتے ہیں اور قافلہ در قافلہ بغداد کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ میں نے ایک ایسی پرواز کرنے والے سے پوچھا، آپ لوگ ہر روز

کدھر جاتے ہیں؟ اس نے بتایا، ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم بغداد میں ایک شخص سید عبدالقادر جیلانی ﷺ کی خدمت میں حاضری دیا کریں، میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کا اشتیاق ظاہر کیا، اس نے کہا آپ بھی چلیں۔ ہم ایک چاندنی رات اڑتے ہوئے بغداد پہنچے، حضرت غوث الاعظم ﷺ کے سامنے بے شمار اولیاء اللہ صف بستہ دست بستہ کھڑے ہیں۔ آپ جدھر نگاہ اٹھاتے اولیاء اللہ سر جھکا دیتے جب آپ اشارۂ ابرو سے اجازت دیتے تو صف در صف اولیاء اللہ پرواز کرتے اپنے اپنے وطن کو روانہ ہو جاتے۔ جس دن آپ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیُّ اللّٰہ کا اعلان کیا۔ ہماری گردنیں جھک گئی تھیں"۔

نورِ عینین نبی

شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمت اللہ علیہ

شاہِ جیلاں بمن زار و پریشاں مددے
نورِ عینین نبی، سید و سلطاں مددے

حاضرم بر درِ پاکِ تو بصد رنج و الم
دستگیرا بمنِ بے سر و ساماں مددے

بامیدیکہ بہ بغداد ز ہند آمدہ ام
مشکلم سہل کن و بر من حیراں مددے

بر دلِ مردۂ من یک نظرِ لطف بکن
اے مسیحائے زماں، عیسیٰ دوراں مددے

بر درِ پاک تو داریم سرِ عجز و نیاز
پیرِ پیرانِ جہاں، مرشد پاکاں مددے

با غریبیم و غریب الوطنم اے آقا
چشم رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شب تاریک و رہ تنگ و من بیچارہ
اندریں حالِ زبوں اے مہ تاباں مددے

اشرفی آمدہ در حالتِ پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامی پیراں مددے

گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت

از مفتیٔ سرحد حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی رحمت اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تیرے جد کی ہے بارہویں غوثِ اعظم
ملی تجھ کو ہے گیارہویں غوثِ اعظم

تمام برادرانِ اسلام کو معلوم ہونا چاہئے کہ گیارہویں شریف کی مبارک تقریب نہ صرف یہ کہ پاکستان میں منعقد کی جاتی ہے بلکہ تمام بلادِ عرب و عجم میں بزرگانِ دین و اہلِ ایمان اس کا اہتمام کرتے آئے ہیں اور تا قیامت کرتے رہیں گے (ان شاء اللہ)۔ ہمارے ملک پاکستان و ہندوستان میں اس کی شہادت سب سے پہلے حضرت العلامہ محقق محدث شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے، فرماتے ہیں

"بے شک ہمارے ملک ہندوستان میں آج کل عرس پاک حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ یعنی گیارہویں شریف کی گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے"۔

شیخ ابو المحانی سید موسیٰ الحسینی نے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور پیر امام عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے اور ان کے مشائخ حضرات بھی۔ (ماثبت من السنۃ صفحہ ۱۲۴)

گیارہویں شریف

درحقیقت گیارہویں شریف غوثِ کائنات حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی،

شہباز لامکانی حضور سیدنا غوثِ اعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح پُرفتوح کو ایصالِ ثواب کرنے کا نام ہے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی ﷺ اور سلفِ صالحین کی کتب اور اقوال سے اظہر من الشمس ہے۔

سب سے پہلے قرآنِ کریم کے حوالہ سے ایصالِ ثواب پر بحث کی جاتی ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْ مِنْ م بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (سورہ حشر آیت ۱۰)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ان کے بعد عرض کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ (سورہ مومن ۷)

ترجمہ: اور وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت مانگتے ہیں، اے رب ہمارے تیری رحمت اور علم میں ہر چیز سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے۔

قارئینِ کرام اب احادیث شریف سے ایصالِ ثواب کا جواز پیش کیا جاتا ہے

عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت ان رجلا قال للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ان امی افتلتت نفسھا و اظنھالو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۲)

(یہ حدیث شریف بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرنے کی وصیت کرتی۔ اگر

میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا، حضور ﷺ نے فرمایا ہاں (یعنی تمہارے صدقہ کا ثواب تمہاری والدہ کو پہنچے گا)۔

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ماالمیت فی القبر الا کالغریق ---الحدیث بطولہٖ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا مُردہ کا حال قبر میں اس فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو ڈوب رہا ہو، مردہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے ماں، باپ، بھائی یا دوست کی طرف سے کوئی صدقہ یا دعا پہنچے اور جب اس میت کو کسی ایک کی دعا پہنچتی ہے تو اس دعا کا پہنچنا اس کو دنیا کی تمام لذتوں سے محبوب تر ہوتا ہے۔

عن انس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یقول ما من اھل میت یموت منھم میت فیصدقون عنہ بعد موتہ الا اھدا ھالہ جبرئیل علی طبق من نور ثم یقف علی شیفر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق --- الحدیث بطو لہٖ اخرج الطبرانی فی الاوسط (شرح الصدور صفحہ ۱۲۹)

ترجمہ: روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے جن لوگوں میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے پھر اس کے اہلِ خانہ اس کے مرنے کے بعد اس کیلئے صدقہ کرتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صدقہ کو ایک نورانی طبق میں لے کر اس مردہ کی قبر پر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یوں پکارتے ہیں اے عمیق (گہری) قبر والے! یہ ہدیہ ہے تیرے اہل نے تجھے ہدیہ کیا ہے تو اس کو قبول کر پھر وہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو مردہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی غمگین ہو جاتے

ہیں اس لئے کہ انہیں کسی نے کوئی صدقہ، خیرات، دعا نہیں بھیجی ہے۔

و اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابی هریرة ﷺ قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم من حج عن میت فللذی حج عنه مثل اجره (شرح الصدور ، علامه جلال الدین سیوطی ﷺ صفحه ۱۲۹)

ترجمہ: طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے کسی مردہ کی طرف سے حج ادا کیا تو اس حج ادا کرنے والے کو اتنا ہی اجر ہے جتنا اجر اس مردہ کیلئے ہے۔

اخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل هو الله احد ---الخ، عن علی ﷺ مرفوعا من مر علی المقابر و قرا قل هو الله احد ---الخ--- احدیٰ عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعد الاموات (شرح الصدور صفحه ۱۳۰)

ترجمہ: ابو محمد سمرقندی نے سورۂ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مرفوعاً حدیث شریف روایت کی ہے جو کوئی بھی کسی قبرستان کے پاس سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب اس قبرستان کے مُردوں کو بخش دے تو اس قبرستان میں جتنے مردے ہیں ان کی تعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے کو بھی اجر عطا فرمائے گا۔

اخرج ابو القاسم سعدی علی الزنجانی فی فوائده عن ابی هریرة ﷺ قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم من دخل المقابر ثم قرا فاتحة الکتاب و قل هو الله احد -- الخ-- والهاکم التکاثر -- ثم قال اللهم انی جعلت ثواب ما قرات من کلامک لاهل المقابر من المؤمنین والمومنات کانوا شفعاء له الی الله تعالیٰ(شرح الصدور

بشرح حال الموتیٰ والقبور صفحہ ۱۳۰)

ترجمہ: ابوالقاسم سعدی علی زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بھی قبرستان میں داخل ہو جائے اور سورۂ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور سورہ الھاکم التکاثر پڑھے اور پھر یوں کہے کہ اے میرے رب میں نے تیرے کلام پاک میں سے جو تلاوت کی اس کا ثواب میں نے اس قبرستان میں مدفون تمام مومنین و مومنات کی ارواح کو بخش دیا تو اس قبرستان میں مدفون تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن اس ثواب بخشنے والے کیلئے شفاعت کریں گے---انتہیٰ۔

بخوفِ طوالت چند احادیث مرقوم کی گئیں ہیں ورنہ اس ضمن میں احادیثِ کثیرہ موجود ہیں جس سے اہلِ علم حضرات بخوبی آگاہ ہیں۔ اب میں سلفِ صالحین کی کتب اور اقوال سے کچھ حوالے پیش کرتا ہوں۔ حضرت شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او تا ہفت روز و تصدق از میت ---نفع می کند او را بے خلاق میان اہل علم و وارد شدہ است در آن احادیث صحیحہ خصوصاً آب و بعض از علماء گفتہ اند کہ نمی رسد میت را مگر صدق و دعا و در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید بخانہ خود در شبِ جمعہ پس نظر کند کہ تصدیق می کنند از وے یا نہ۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول، صفحہ ۷۶۲)

ترجمہ: اگر کوئی فوت ہو جائے اور اس دارِ فانی سے رخصت ہو جائے تو مستحب ہے کہ میت کی طرف سے سات دن تک صدقہ دیا جائے، علمائے کرام کا اس میں اتفاق ہے کہ صدقہ میت کی طرف سے دینا فائدہ مند ہے اور اس بارے میں صحیح احادیث شریفہ وارد ہیں خصوصاً پانی کے متعلق بعض علماء نے فرمایا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا پہنچی ہے

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اہلِ خانہ صدقہ خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔

اسی طرح امام الائمہ حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم یحث علی الدعاہ و الصدقۃ ---الیٰ آخرہ

(کشف الغمہ صفحہ ۲۵۱)

ترجمہ: شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُردوں کیلئے ان کے رشتہ داروں اور کے بھائیوں کو دعا، صدقہ، خیرات اور نیکیوں کا تحفہ بھیجنے کی بہت ہی زیادہ تحریص فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب چیزیں ان کو نفع دیتی ہیں۔

حضرت علامہ دُوراں مولانا اخون درویزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''در انیس الاتقیاء مسطور است کہ چو مردہ را دفن کنند و در خانہ بیایند ہمردان روز باید کہ چیزے تصدق از جہت او بکنند کہ مطلق رسید نیست بدو میرسد''

(ارشاد الطالبین از اخون درویزہ ننگرہاری صفحہ ۲۵۰)

ترجمہ: ''انیس الاتقیاء'' میں مرقوم ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد جب گھر واپس آ جائیں تو اسی دن مردہ کی طرف سے صدقہ خیرات کریں کہ اس کو پہنچتا ہے اور اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں یعنی ان کے نزدیک مردہ کو صدقہ وغیرہ نہیں پہنچتا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سن رکھا تھا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے گا اس کو آتشِ دوزخ سے نجات ملے گی۔ لہٰذا میں نے ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے پڑھا اور ایک نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس

ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہیں، جنت دوزخ کا بھی اسے کشف ہو جاتا ہے لیکن مجھے اس کی صحت میں تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور اس کا سانس پھولنے لگا اور کہنے لگا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی یہ حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب یعنی ستر ہزار بار کلمہ اس کی ماں کو بخش دوں، چنانچہ میں ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دیا۔ میرے اس کلمہ پڑھنے کی خبر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا چچا میری ماں دوزخ کی آگ سے ہٹا دی گئی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس واقعہ سے دو فائدے ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار میں نے سنی تھا اس کا تجربہ ہوا اور دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ (فضائل ذکر صفحہ ۸۴-۸۵)

یہی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسلم شریف'' کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہی مذہبِ حق ہے اور بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی خطا ہے۔ یہ قرآن کریم کے خلاف ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے سراسر خلاف ہے اور یہ اجماعِ امت کے بھی خلاف ہے، لہٰذا ان کا یہ قول ہرگز قابلِ التفات نہیں۔ (فضائل صدقات صفحہ ۹۵)

تصوف کی مشہور کتاب ''خزینۃ الاصفیاء'' میں سے گیارہویں شریف سے متعلق ایک واقعہ (جو کہ صفحہ نمبر ۴۸۳ پر درج ہے) کا اردو ترجمہ نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔

''حضرت شیخ محمد داؤد کا یہ معمول تھا کہ ہر سال حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سالینہ عرس کی رات کو بہت بڑی مجلس کا انعقاد فرمایا کرتے جس میں ختم قرآن اور ذکر و اذکار ہوا کرتا اور وافر طعام مہیا فرما کر غرباء اور فقراء میں تقسیم کیا کرتے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر ان کا ہاتھ بالکل خالی تھا اور ان کے پاس کچھ رقم بھی نہ تھی تب شیخ محمد داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفۂ خاص شیخ سوندھا رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس (گیارہویں شریف) میں خرچ کرنے کیلئے کسی دوست سے کچھ رقم قرضِ حسنہ کے طور پر لے لیں۔ حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ شیخ سوندھا کو یہ ارشاد فرما کر خود حجرہ شریف میں قیلولہ کیلئے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد جب قیلولہ سے بیدار ہوئے تو شیخ سوندھا کو طلب فرما کر ان کو فرمایا کہ گیارہویں شریف میں خرچہ کیلئے کسی سے بھی قرض رقم نہ لینا کیونکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خود عرس کا خرچہ عطا فرما دیا اور اس کارِ خیر میں مدد فرمائی۔

یعنی جب میں قیلولہ کرنے گیا تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پُرفتوح تشریف فرما کر مجھے گیارہ روپیہ نقد اور ایک اشرفی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس رقم کو عرس (گیارہویں شریف) کے مصارف میں خرچ کرو۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف کرنا بالکل جائز امر ہے اور اس سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوتے ہیں یہاں تک کہ روحانی طور پر امداد بھی فرمادیا کرتے ہیں---سبحان اللہ!

تنبیہ: اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف منانا کارِ خیر اور ایک جائز امر ہے اور اس سے حضرت غوث اعظم قدس سرہ نہایت خوش ہوتے ہیں یہاں تک کہ روحانی طور پر امداد بھی فرمادیا کرتے ہیں۔ اگر گیارہویں شریف منانا بدعت اور ناجائز ہوتی تو حضرت غوث اعظم قدس سرہ کا روحانیت سے شیخ محمد داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امداد کرنے کے کیا معنی بلکہ بجائے اس کے ضروری تھا کہ حضور غوث پاک قدس سرہ روحانیت ہی سے شیخ محمد داؤد کو اس فعل سے منع کرتے۔ (''رضائے مصطفیٰ'' گجرانوالہ، ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ)

بڑی گیارہویں شریف

یوں تو اہل ذوق ہر ماہ حضرت غوث اعظم، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، ہیکل

یزدانی ، شہبازِ لامکانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک مناتے اور گیارہویں شریف کی فاتحہ دلاتے ہیں لیکن اس ماہ (ربیع الثانی) میں چونکہ آپ کا وصال ہوا تھا اس لئے اسے بڑی گیارہویں شریف کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے۔ گیارہویں شریف علمائے اہل سنت و بزرگانِ ملت کے معمولات میں سے ہے" (ماہنامہ "رضائے مصطفٰی" صفحہ ۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کل ہندو پاک کے علمائے حدیث کے استاذ ہیں گیارہویں شریف سرکاری طور پر منائے جانے کا ثبوت پیش فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے ، نمازِ عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح میں قصائد اور منقبت پڑھتے ، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکرِ جہر کرتے ، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد طعام شرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی، صفحہ ۶۲)۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کلمات الطیبات" میں مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں ہے کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دوزانو اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسوا اللہ و کیفیات فنا آپ میں جلوہ نما ہیں۔ پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے استقبال کیلئے جا رہے ہیں۔ پس حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تشریف لائے ، آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال

بھی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے، میں اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا کہ ''امروز عرسِ حضرت غوث الثقلین است، بتقریب عرس تشریف بردند'' یعنی آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے، عرس پاک کی تقریب پر یہ سب لوگ اندر تشریف لے گئے ہیں۔ (کلمات طیبات فارسی، مطبوعہ دہلی، صفحہ ۷۸)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''دوم آنکہ بہئیت اجتماعیہ مردمانِ کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ و فاتحہ بر شرینی و طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران کنند ایں قسم معمول درزمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین نبود اگر کسے ایں طور کند باک نیست بلکہ فائدہ اموات را حاصل میشود۔ (فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۴۵)

ترجمہ: دوسرے یہ کہ بہت سے لوگ جمع ہوں اور ختم قرآن پڑھ کر اور کھانے، شرینی پر فاتحہ کر کے حاضرین میں تقسیم کریں، یہ قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مروج نہ تھی لیکن اگر کوئی کرے تو حرج نہیں بلکہ زندوں کی طرف سے مُردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مولانا جلال الدین کو لکھتے ہیں کہ

''اعراسِ پیران بر سنت پیرانِ بسماع وصفاء جاری دارند'' یعنی پیروں کا عرس پیروں کے طریقہ سے قوالی اور صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔ (جاء الحق جلد ۱، صفحہ ۳۲۳)

علامہ مفتی غلام سرور لاہوری ''خزینۃ الاصفیاء'' میں فرماتے ہیں

''وعرسِ سالینہ آنحضرت (غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) در ہندوستان بتاریخ یازدہم و بعضے بہفدہم

ربیع الثانی میکنند و در بغداد ہفد ہم ماہ مذکور میشود و مزار پُر انوارِ محبوبِ پروردگار در اشرف البلاد بغداد در مدرسہ باب الزرج واقع شدہ و باید دانست کہ خوارق عادات و کرامات کہ از آں سید کائنات بوقوع آمدہ اند و باید انداز ہیچ کدام ولی اللہ سرزدنگشتہ کہ در بہجۃ الاسرار وتحفہ قادریہ وانیس القادریہ ومناقب غوثیہ وغیرہ مفصل ومشروح مذکور--الی آخرہ

(خزینۃ الاصفیاء جلد ا، صفحہ ۹۹)

ترجمہ: اور حضور غوثِ اعظم ﷺ کا سالانہ عرس (گیارہویں شریف) ہندوستان میں گیارہویں اور بعض حضرات سترہویں ربیع الثانی کو مناتے ہیں اور بغداد شریف میں ماہِ مذکور ربیع الثانی کی سترہ تاریخ کو منائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب غوث اعظم ﷺ کا مزار پُر انوار گوہر بار اشرف البلاد بغداد شریف کے مدرسہ کے باب الزرج میں واقع ہے اور یہ بات بھی جان لینا چاہئے کہ خوارقِ عادات اور کرامات جتنے کہ آپ سید کائنات (غوثِ اعظم ﷺ) سے ظہور پزیر ہوئے ہیں اتنے کسی اور ولی اللہ سے ظہور پذیر نہیں ہوئے جو بہجۃ الاسرار، تحفہ قادریہ، انیس القادریہ اور مناقب غوثیہ وغیرہ کتب میں بہت تفصیل وتشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔

نیز ''سیف المقلدین'' میں ہے

اگر از اعمال احیاء مردگان ز فائدہ نبودے پس شارع علیہ السلام چگونہ روا داشتی وقائم گزاشتے و نیز آنحضرت ﷺ از طرف امت خود چہار قربانی فرمودندی و در کلامِ ربانی برائے دعا در حق والدین و دیگر مؤمنین چگونہ تعلیماً صدر گشتی رب اغفرلی و الوالدی والمومنین یوم یقوم الحساب'' (سیف المقلدین، حصہ دوم، سوال ششم، صفحہ ۳۷۵)

ترجمہ: اگر زندوں کے اعمال سے مردوں کو فائدہ نہ ہوتا تو شارع علیہ السلام اس کو کیوں جائز رکھتے اور پھر یہ کہ حضور ﷺ اپنی امت کی طرف سے قربانی کیوں فرماتے اور قرآنِ کریم میں والدین اور دیگر مؤمنین کے حق میں دعا کرنے کیلئے تعلیماً کیوں یہ آیت

شریف نازل ہوتی--رب اغفرلی --الیٰ آخرہ۔

اسی کتاب میں آگے چل کر فرماتے ہیں

''در بحرالرائق مینوسید الاصل ان اللسان له ان یجعل ثواب علمه لغیره صلٰوة او صوما صدقة او قرآة قرآن او ذکر او طواف او حجا او عمرة و غیر ذلک عند اصحابنا اهل السنة (سیف المقلدین حصه دوم صفحه ۳۸۱)

ترجمہ: ''بحرالرائق'' میں ہے کہ اصل اس باب میں یہ ہے کہ آدمی کیلئے شرعاً یہ اختیار ثابت ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش دے چاہے وہ نماز کا ثواب ہو یا روزہ کا یا صدقہ خیرات کا، یا قرآن کریم کی تلاوت کا، یا ذکرالٰہی کا یا طواف کعبہ کا یا حج اور عمرہ کا یا ان کے علاوہ کسی بھی نیکی کا کا ثواب ہو--انتہیٰ۔

''بہارِشریعت'' میں ہے کہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے کرے اور میت کو ثواب پہنچائے۔

(بہارشریعت، حصہ چہارم صفحہ ۱۱۵)

جبکہ ''شرح عقائد'' میں مرقوم ہے۔

'' و فی دعا الاحیاء للاموات و صدقتهم ای صدقة الاحیاء عنهم نفع لهم ای للاموات خلافا للمعتزلهة (شرح عقائد نسفی صفحه ۲۵۲)

ترجمہ: زندہ لوگ جو وصال شدہ حضرات کیلئے دعا مانگتے ہیں اور ان کی طرف سے صدقات کرتے ہیں اس کا وصال شدہ لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور معتزلہ کا اس میں خلاف ہے یعنی وہ منکر ہیں اس کے کہ ایصال ثواب سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔(توضیح البیان صفحہ ۱۴۴)

مروجہ ایصالِ ثواب

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ط کے متعلق صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

''راہِ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا یقیمون

الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ یا مطلق انفاق مراد ہے خواہ فرض وواجب جیسی زکوٰۃ ونذر اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ خواہ مستحب ہو جیسے صدقات نافلہ، اموات کا ایصالِ ثواب مثلاً گیارہویں شریف فاتحہ، تیجہ (سوم)، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقاتِ نافلہ ہیں اور قرآن پاک کا پڑھنا، کلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ اور نیکی ملا کر اجر وثواب بڑھ جاتا ہے۔ (توضیح البیان صفحہ ۱۲۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادتِ مالیہ سے مُردوں کو نفع اور ثواب حاصل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (جامع البرکات، مسائل اربعین صفحہ ۳)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور فقہاء کرام رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حکم فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (تذکرہ الموتی والقبور صفحہ ۴۳)

ایصالِ ثواب کیلئے تعینِ یوم کی وضاحت

گزشتہ سطور میں راقم الحروف نے ایصالِ ثواب کا شرعی ثبوت فراہم کیا، اب ایصالِ ثواب کیلئے کسی دن کو مقرر کرنے کے متعلق کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ یہ ہے کہ منکرین ومخالفین ہمیشہ یہ رٹ لگاتے رہتے ہیں کہ گیارہویں شریف کیلئے گیارہویں تاریخ کا تقرر بدعت اور حرام ہے۔ اس بارے "توضیح البیان" کی عبارت ملاحظہ فرماویں

"ایصالِ ثواب معین تاریخوں میں بلاشبہ جائز ہے کیونکہ دلائلِ شرعیہ سے ایصالِ ثواب کے حکمِ کلی کا جواز ثابت ہے اور ایسا غوجی کے طالبعلم سے بھی یہ امر مخفی نہیں ہے کہ کلی اپنے افراد کے ضمن میں پائی جاتی ہے۔ پس سوئم، چہلم، عرس، گیارہویں شریف وغیرہ ایصالِ ثواب کے افراد ہیں اور جس طرح کلی بغیر افراد کے پایا جانا باطل ہے اس طرح نفس ایصالِ ثواب کا بغیر کسی معین دن کے پایا جانا باطل ہے۔ (توضیح البیان صفحہ ۱۴۶)

اکابرینِ دیوبند کے مقتداء اور پیر روشن ضمیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر

مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''نفس ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کوئی کلام نہیں اس میں تخصیص اور تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا فرض وواجب اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعثِ تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنے کو فقہاء و محققین نے جائز رکھا ہے۔(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

ظاہر ہے کہ اہل سنت ان عرفی تاریخوں کو فرض یا واجب اور ان کے علاوہ دوسری تاریخوں کو حرام نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اس پر بھی عمل کرتے ہیں۔حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ظاہر ہوا کہ کسی مصلحت کی وجہ سے اگر ایصالِ ثواب کیلئے کسی تاریخ کا تعین کیا جائے تو یہ جائز ہے اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھنے کا حکم دیا اور حکم مطلق ہے،ظہر کی نماز اپنے پورے وقت میں سے جس وقت بھی پڑھ لی جائے ادا ہو جائے گی لیکن اس کے باوجود مساجد میں ادائیگی کا وقت معین کر دیا جاتا ہے کہیں ظہر ڈیرھ بجے ہوتی ہے اور کہیں دو بجے اور کہیں اڑھائی بجے۔لیکن یہ تعینِ عرفی ہوتا ہے اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ ان معین اوقات کے علاوہ اگر پہلے یا بعد نماز ادا کی گئی تو نماز ناجائز ہوگی۔اس طرح سوئم،چہلم،عرسِ گیارہویں شریف وغیرہ کا معاملہ ہے ان ایام کا تعین عرفی ہے اور ان ایام کے پہلے یا بعد بھی اگر ایصالِ ثواب کیا جائے تو بالکل بلاشبہ جائز ہے۔(توضیح البیان صفحہ ۱۴۱)

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ کریں

''درحدیث شریف است کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حق تعالیٰ نصرت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وغرق فرعون دریں روز بردہ است برائے شکرانہ او روزہ میگریم یعنی جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند انا احق من و ما بذمه الی موسیٰ فصام یوم عاشور او امر الناس بصامه ونیز حضرت بلال رضی اللہ عنہ راہ وصیت فرمودند بصوم یوم

دوشنبہ وفرمودند فیہ ولدت و فیہ انزل علی و فیہ ھاجرت و فیہ اموت بنا بریں یاد کردن تاریخ وآں ماہ رسم مردم افتاد واگر چہ فی الحقیقت یادداشتن آنروز فائدہ ندانست زیرا کہ وقت تصدق ودعاہمیشہ است۔بطولہ (توضیح البیان صفحہ ۱۵۰)

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ یہود نے جناب نبوت ﷺ میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد اور فرعون کو عاشورہ کے روز غرق کیا اس لئے ہم اس دن روزہ رکھتے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کا شکرانہ ادا کرنے کے زیادہ حقدار ہیں پس آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی حکم فرمایا اور نیز حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پیر کے دن روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ میں اس دن پیدا ہوا اور اس دن مجھ پر قرآن کریم نازل ہوا اور اسی دن میں نے ہجرت کی اور اسی دن مجھے وفات ہوگی۔بنا بریں تاریخ وصول و وصل کو یاد رکھنے کی لوگوں میں رسم پڑگئی۔ اگر چہ حقیقت میں اس دن کی کوئی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ صدقہ اور دعا کا وقت ہمیشہ ہے۔لیکن جب لوگ ان خاص دنوں میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو ان کے فوت شدہ اقارب ان خاص دنوں میں وصولِ ثواب کا انتظار کرتے ہیں۔نیز کشف سے ثابت ہوا ہے کہ اس قسم کے ایام میں ارواح جمع ہوتی ہیں پس ختمِ دعا اور کھانا کھانے کے ثواب سے ان کی امداد کرنا بدعت مباح ہے اور اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے"۔

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین صفحہ ۱۴)

مندرجہ بالا حوالہ سے واضح ہوگیا کہ مذکورہ امور میں ایصالِ ثواب کیلئے کسی تاریخ کا معین کرنا شرعاً جائز ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تعینِ یوم پر تصریح

"سوال: تعین وتقرر یک روز بعد از سالے بنا پر زیارت قبور بزرگان جائز یا نا جائز است؟

جواب: رفتن بر قبور بعد سالے در یک روز معین دریں سہ صورت است کہ اول اینکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر بر قبور محض بناء بر زیارت و استغفار روند ایں قدر از روئے روایات ثابت است و در تفسیر درِ منثور نقل نمودہ کہ ہر سال آنحضرت ﷺ بر مقابر میر فتند و دعا برائے اہل قبور مے نمودند ایں قدر ثابت و مستحب است دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمانِ کثیر جمع شوند و ختم کلام کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضرانِ نمایند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا ﷺ و خلفاء راشدین نبود اگر کسے ایں طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل مے شود ---الیٰ آخرہ بطولہٖ" (فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱، صفحہ ۳۸)

ترجمہ: سوال: سال کے بعد ایک دن کو زیارتِ قبور کیلئے معین کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سال کے بعد ایک دن معین کر کے قبر پر جانے کی کئی صورتیں ہیں: اول ایک یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ کے قبر پر جائیں اور زیارت اور دعا وغیرہ کریں تو یہ از روئے روایات ثابت ہے۔ تفسیر "درِ منثور" میں نقل ہے کہ ہر سال آنحضرت ﷺ مقابر میں اہلِ قبور کی دعا کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ امام رازی کی تفسیر کبیر جلد ۵، صفحہ ۲۰ پر بھی اس قسم کی روایات موجود ہیں۔ دوم: ہیئت اجتماعیہ سے کثیر لوگ جمع ہوں اور ختم قرآن کریں۔ یہ قسم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس اور عہدِ خلفائے راشدین میں معمول نہ تھی لیکن اگر کوئی اس طرح کرے تو حرج نہیں ہے۔ سوم: لباسِ فاخرہ پہن کر عید کی طرح شادان و فرحان قبر پر ایک معین دن میں جمع ہوں اور قبر پر رقص و سرود کی محفل سجائیں اور قبر پر سجدہ و طواف کریں یہ قسم حرام و ممنوع ہے بلکہ حدِ کفر تک پہنچتی ہے اور یہی ان دو حدیثوں کا مطلب ہے جن میں ہے کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ ،اے اللہ میری قبر کو پوجا کئے جانے والا بت نہ بنانا۔ یہ دونوں احادیث مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہیں۔

نوٹ: شاہ صاحب کے استفتاء کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایصالِ ثواب کیلئے

تقررِ یوم بالکل جائز ہے۔۔۔۔فافہم۔

"توضیح البیان" میں ہے کہ شاہ صاحب کے اس تفصیلی جواب سے ظاہر ہوا کہ عرس وغیرہ کیلئے دن معین کر کے ایصالِ ثواب کرنا، طعام وشیرینی پر فاتحہ پڑھنا، ختم قرآن کرنا، یہ سب جائز ہیں اور مدارِ حرمتِ قبر کیلئے سجدہ وطواف کرنا اور رقص وسرود کا ارتکاب ہے نہ کہ تعین یوم"۔ (توضیح البیان صفحہ ۱۵۴)

شاہ صاحب کی مذکورہ عبارت استفتاء کے علاوہ اس سے زیادہ واضح اور صریح عبارت ملاحظہ فرماویں۔ حضرت شاہ صاحب کے ایک معاصر نے ان پر ہر سال شاہ ولی اللہ صاحب کا عرس منانے پر اعتراض کیا اور کہا "وعرسِ بزرگانِ خور بر خود فرض دانستہ سال بسال ومقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی درآنجا بردہ تقسیم نمودو ثناء عبدے کند"

(فتاویٰ عزیزی جلد ا صفحہ ۴۵)

ترجمہ: انہوں (شاہ صاحب) نے اپنے بزرگوں کے عرس کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے، سال کے سال مقابر پر جاتے ہیں، طعام وشیرینی تقسیم کرتے ہیں اور انسانوں کی تعریف میں مشغول رہتے ہیں۔

اب اس سوال (اعتراض) کا جواب شاہ صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرماویں

"ایں طعن مبنی است بر جہل از احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر فرائض شرعیہ را ہیچ کس فرض نمیداند۔ آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد عالیشان بایصال ثواب وتلاوت قرآن ودعا خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس برائے انست کہ آں روز مذکر انتقال ایشان مے باشد از دار العمل بدار الثواب"۔

(فتاویٰ عزیزی جلد ا، صفحہ ۴۹)

ترجمہ: یہ اعتراض ہمارے حال سے ناواقفیت پر مبنی ہے کیونکہ غیر فرائض شرعیہ کو کوئی شخص بھی فرض نہیں جانتا۔ ہاں قبورِ صالحین کی زیارت اور ان سے برکت حاصل کرنا اور ثواب

سے ان کی امداد کرنا اور تلاوتِ قرآن و دعا خیر کرنا اور کھانا اور شیرینی تقسیم کرنا باجماع علماء امر مستحسن اور خوب ہے اور روزِ عرس کا تعین اس لئے ہے کہ اسی دن ان کا وصال ہوا اور یہ ان کے وصال کی یاد دلاتا ہے۔

انتباہ: شاہ صاحب کی یہ عبارت تعینِ یومِ عرس گیارہویں وغیرہ کے ایصالِ ثواب کیلئے نصِ صریح ہے، جس میں کوئی خفا نہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال تاریخ معینہ پر اپنے والد بزرگوار کا عرس کیا کرتے تھے۔

مخالفین و منکرین آئے دن علمائے اہل سنت علماء وشرفاء (زادہم اللہ) پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب تو ٹھیک ہے لیکن اس کیلئے تاریخ مقرر کرنا جیسے کہ اعراسِ بزرگانِ دین اور گیارہویں شریف حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سوئم، چہلم سالینہ مقرر تاریخوں پر کئے جاتے ہیں، یہ بدعت، حرام اور ناجائز ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ آج تک ان نام نہاد مولویوں کو یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ بدعت ہے کیا چیز۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کیلئے تعینِ تاریخ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں ہے۔ تو بقولِ ان نام نہاد دین فروش خوفِ خدا سے نڈر مولویوں کے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بدعتی ٹھہرے اور گمراہ ہوئے (العیاذ باللہ من قولھم الشنیع) حالانکہ حضرت شاہ صاحب ہندوپاک کے جلیل القدر جید علماء کرام کے استاذ ہیں۔ ان خودساختہ اور خریدی ہوئی اسناد سے بنے ہوئے مولویوں کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارت غور سے پڑھنی چاہئے اور بار بار پڑھنی چاہئے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمادے۔

ایک اور دلچسپ مکالمہ ملاحظہ فرماویں، فرقہ وہابیہ کے مستند پیشوا اور مقتدا سرفراز صاحب لکھتے ہیں "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہویں شریف دینے کا حکم فرمایا ہے؟" (تنقید متین صفحہ ۵۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی جزئیہ کے سنت ہونے کا مدار اس امر پر ہو کہ حضور ﷺ نے بالخصوص اس جزیہ کا حکم فرمایا ہو تو دنیا میں بے شمار جزئیات سنت ہونے سے رہ جائیں گے۔ مثلاً وعظ و تبلیغ کرنا سنت ہے پس اب کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ کیا حضور ﷺ نے بالخصوص سرفراز صاحب کو وعظ کرنے کا حکم فرمایا ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی صحیح سند مطلوب ہے ورنہ ثابت ہوا کہ سرفراز صاحب کا وعظ کرنا بدعت ہے۔

دوسرا سوال سرفراز صاحب کا یہ ہے

کسی کے ایصال ثواب کیلئے دنوں کا تعین کا فرمان دیا گیا ہے، اس کی سند صحیح باحوالہ مطلوب ہے اور پھر تو گیارہویں شریف سنت ہے ورنہ ہرگز نہیں۔

(تنقید متین صفحہ ۵۲)

علامہ غلام رسول سعیدی نے اس کا جواب یوں دیا ہے

"اس کے جواب میں گزارش ہے کہ آپ جو جمعہ میں خطبہ سے پہلے وعظ کرتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے اس تعین کا حکم دیا ہے اگر دیا گیا ہے تو اس کی صحیح سند باحوالہ مطلوب ہے تو پھر یہ سنت ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ چلئے آپ کے جمعہ کا وعظ بھی بدعت ہو کر جہنم کی نذر ہو گیا بلکہ سنیت کا جو قاعدہ آپ نے باندھا ہے اسے تو خدا کے فضل سے آپ کا ہر وہ کام جسے آپ سنت سمجھ کر کرتے ہیں بدعت قرار پائے گا کیونکہ ہم کہیں گے کہ آپ کے اصول سے یہ سنت تب ہو گا جب رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص اس کے تعین کا حکم دیا ہو ورنہ بدعت ہو گا اور تعین پر صحیح سند باحوالہ آپ لا نہیں سکتے لہٰذا سر سے پاؤں تک بدعت آپ کا احاطہ کرے گی اور ابتداء سے انتہاء تک آپ کا ہر عمل بدعت کی زد میں آ جائے گا اور پھر آپ کا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ یہ آپ سوچیں --- ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی"۔ (توضیح البیان صفحہ ۱۶۰-۱۶۹)

اب اکابرینِ علمائے دیوبند کے استاذ و روحانی مقتدا اور پیشوا کا ارشاد ملاحظہ فرماویں، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعین موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا فرض واجب اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنے کو فقہاء و محققین نے جائز رکھا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت تعین تاریخ کو فرض وواجب نہیں جانتے بلکہ متعدد مصلحتوں کی وجہ سے تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے اور بقول حاجی امداد اللہ صاحب یہ بالکل جائز ہے۔

گیارہویں شریف کے مخالفین کا ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو جس طرح دنیائے اسلام و اولیائے کرام میں مقبولیت ومحبوبیت حاصل ہے اسی طرح آپ کا ماہانہ عرس و گیارہویں شریف بھی بفضلہٖ تعالیٰ اسی محبوبیت کا ایک مظاہرہ وثمرہ ہے مگر منکرینِ شانِ ولایت جس طرح مقامِ ولایت وغوثیت کے مخالف ہیں اسی طرح آپ کی گیارہویں شریف و ایصالِ ثواب کو روکنے کیلئے بھی نہایت ڈھٹائی سے حکم قرآنی وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ میں تحریف کر کے اسے گیارہویں شریف پر چسپاں کر کے حرام ٹھہراتے اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ گیارہویں شریف پر چونکہ غیر اللہ کا نام آگیا ہے اس لئے یہ حرام ہے---ولا حول ولا قوۃ الا باللہ---قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ (المائدہ آیت ۳)

ترجمہ: تم پر حرام ہے مردار، خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام

پکارا گیا ہے۔(ترجمہ از کنز الایمان)

مخالفینِ گیارہویں شریف آیۂ مبارکہ کا مذکورہ مفہوم جو بیان کرتے ہیں اسکی معنوی تحریف کے مترادف ہے کیونکہ اس کا اصل مطلب وہی ہے جو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے جملہ تفاسیر ومباحث کا خلاصہ ونچوڑ پیش کرتے ہوئے ''کنز الایمان'' میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ جانور ہے جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور یہی معنی عقل ونقل کے مطابق ہے اسلئے کہ اس میں ان مشرکین کا رد ہے جو بوقت ذبح بسم اللات و العزیٰ پکارتے تھے۔لہٰذا اس کے بالمقابل بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کی تعلیم دی گئی۔اگر وقت ذبح کا لحاظ نہ کیا جائے اور مطلقاً ہمہ وقت ہر چیز پر غیر خدا کے نام کا اطلاق حرام قرار دیا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز حرام ہونے سے بچ نہ سکے گی۔اس لئے کہ حیوانات،مکانات،دکانات،اولاد،زوجات وغیرہا سب پر غیرِ خدا کے نام کا اطلاق واستعمال ہوتا ہے۔تو کیا منکرینِ گیارہویں شریف ان سب کو حرام قرار دیں گے؟اگر جواب نفی میں ہے تو پھر صرف گیارہویں شریف ہی کو کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے؟کیا یہ بغض وعناد کا مظاہرہ نہیں ہے؟(ماہنامہ''رِضائے مصطفیٰ''،صفحہ ۶،ربیع الاخر ۱۴۱۷ھ)

وَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کا ترجمہ چند تفاسیر سے پیش خدمت ہے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

ای رفع الصوت لغیر اللہ تعالیٰ عنہ عند ذبیحہ المراد بالاھلال ھنا ذکر ما یذبح لہ کاللات و العزیٰ (تفسیر روح المعانی جلد ۱،صفحہ ۵۲)

ترجمہ:یعنی ذبح کے وقت غیر اللہ کیلئے آواز بلند کرنا اور ہلال سے مراد یہاں اس کا ذکر کرنا ہے جس کیلئے جانور ذبح کیا جاوے مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ۔

علامہ ابو سعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں''(وَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ) ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم (غیر اللہ کے نام کو بوقتِ ذبح بلند کیا جاوے)۔

تفسیر بیضاوی میں ہے ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم یعنی غیر اللہ کے نام کو بوقت ذبح بلند کیا جائے۔

تفسیر جلالین میں ہے ای ذبح علی اسم غیرہ یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کیا جائے۔

تفسیر روح البیان میں ہے ما رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم یعنی جس پر ذبح کے وقت آواز بتوں کیلئے بلند کی گئی ہو۔

تفسیر مدارک میں ہے ای ذبح للاصنام جو بتوں کیلئے ذبح کی گئی ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے تحت فرماتے ہیں یعنی بنامِ خدا ذبح کردہ نشدہ باشد (اشعۃ اللمعات جلد ۳، صفحہ ۴۷۹) یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو۔

امام ابوبکر الحنفی المتوفی ۳۷۰ھ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

" ولا خلاف بین المسلمین ان المراد بہ الذبیحۃ اذا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ عند الذبح" (احکام القرآن جلد ۱، صفحہ ۱۵۲)

ترجمہ: اور مسلمانوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ ما سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے صاف معلوم ہوا کہ منکرین آیتِ مذکورہ کا جو معنی و مفہوم بیان کرتے ہیں وہ بالکل غلط اور قرآن کریم میں تحریف ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں علمائے حق اہل سنت والجماعت کا کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ سب علماء، مفسرین وفقہائے کرام کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ ہے کہ گیارہویں شریف کا کھانا اور اولیائے کرام کے ایصالِ ثواب کیلئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں ان کا کھانا بلاچون و چراں جائز، حلال اور طیب ہے۔

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ما ذبح لغیر اسم اللہ عمداً للاصنام یعنی اس جانور کا کھانا حرام ہے جس کو عمداً قصداً بتوں کیلئے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح اس پر اللہ کو چھوڑ کر کسی بت (معبودِ باطل) کا نام لیا جائے۔ (تفسیر ابن عباس، پارہ ۲، صفحہ ۱۸)

وضاحت: مندرجہ بالا عبارت سے صریحاً یہ وضاحت ہوگئی کہ جس جانور کو بوقتِ ذبح لات، منات وغیرہ اصنام کا نام لے کر ذبح کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے اور اگر کسی ولی اللہ کے ایصالِ ثواب کیلئے جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام یعنی بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ بالکل حلال ہے، اولیاء اللہ کی طرف گائے، بکرا وغیرہ منسوب کرنے کا اصل مطلب و مقصد ان کی ارواح طیبات کو ایصالِ ثواب کرنا ہے جو ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے۔

تنبیہ: محض کسی جانور کو کسی کی طرف منسوب کرنے ہی سے اگر وہ حرام ہو جاتا ہے تو پھر مخالفین قربانی اور عقیقہ کرنا بھی چھوڑ دیں اور ان کی حرمت کا فتویٰ بھی جاری کریں کیونکہ قربانی اور عقیقہ میں بھی جس جانور کو ذبح کیا جاتا ہے اس کو شخص معین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

تفسیر خازن میں وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کے تحت مرقوم ہے یعنی وما ذبح للاصنام و الطواغیت واصل الاھلال رفع الصوت و ذلک انھم کانوا یرفعون اصواتھم بذکر الھیتم اذا بھائم ---الخ (تفسیر خازن جلد ا، صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ: یعنی وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ سے مراد وہ جانور ہیں جو باطل معبودوں اور بتوں کیلئے خاص کر ذبح کئے جاتے تھے اور اھلال کا معنی آواز کو بلند کرنا ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ کفار جانوروں کو ذبح کرتے وقت اپنے معبودوں کا نام بلند آواز سے لیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے مذبوحہ کا کھانا عند اہل سنت والجماعت بھی حرام ہے اب اگر

مانعین ایک پاک طیب جانور کے کھانے کو حرام کہتے ہیں تو ان کے پاس قرآن کریم میں تحریف کے علاوہ اور کون سی دلیل ہے۔ (تفسیر خازن، جلد۱، صفحہ۱۱۹)

تفسیر احمدی جو مسلک احناف کی مستند اور معتمد ہے وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کے تحت مرقوم ہے

"معناه ذبح لاسم غير الله مثل لات و عزىٰ و اسماء الانبياء و غير ذلك الى ان قال و من هسهنا علم ان البقرة المنذورة الأولياء كما هو الرسم فى زماننا حال طيب لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح و ان كانوا نيذرونها له --- الخ (تفسير احمدى ، پاره ۲، صفحه ۳۹)

ترجمہ: معنی یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام اگر لیا جائے مثلاً لات، عزیٰ وغیرہ کا جبکہ یہ کافروں کے معبود تھے یا کسی پیغمبر علیہ السلام یا کسی اور کا تو اس مذبوحہ کا کھانا حرام ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یعنی بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا گیا تو اس کا کھانا بالکل جائز ہے۔ مفسر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ گائے وغیرہ جو اولیاء اللہ کے ایصالِ ثواب کی نیت سے مانی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں عام رواج ہے جب اس پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو وہ بالکل پاک اور حلال ہے اور اس کا کھانا بالکل درست ہے اگر چہ وہ مانی جاتی ہے اولیاء اللہ کیلئے۔

استاذِ سلطان عالمگیر بادشاہ علامہ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے دوٹوک الفاظ میں فیصلہ سنا دیا اور یہ فیصلہ اس زمانے سے متعلق ہے جس زمانے میں مستند اور معتبر "فتاویٰ عالمگیری" کی تصنیف ہو رہی تھی اور ہزاروں جید متبعِ شریعت علماء و مشائخ عظام موجود تھے مگر کسی ایک عالم نے بھی اختلاف نہ فرمایا۔ وہ ایسے علماء نہ تھے جیسے کہ آج کل کے ایک سہ روزہ سے آدمی عالمِ دین بن جاتا ہے بلکہ وہ علمائے حق اور علمائے ربانی تھے۔

''ہدایہ'' میں ہے و ذبیحۃ المسلم والکتابی حلال ---الیٰ آخرہ ،اس کے حاشیہ نمبر۴ پر درج ہے۔

و ذبیحۃ الکتابی فیما اذا لم یذکر وقت الذبح اسم عزیر علیہ السلام او را اسم المسیح علیہ السلام و اما اذکر ذلک فلا تحل کما لا یحل ذبیحۃ المسلم اذا ذکر وقت الذبح غیر اسم اللہ تعالیٰ --- لقولہ تعالیٰ وَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ --- فحال الکتابی فی ذلک لا یکون اعلی من حال المسلم (ھدایہ آخرین ، جلد ۳، صفحہ ۳۶۸)

ترجمہ: جس جانور کو مسلمان یا اہل کتاب ذبح کر دے اس کا کھانا حلال ہے، حاشیہ نمبر۴ پر درج ہے یعنی اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت حلال ہے جبکہ اس نے ذبح کے وقت اس پر عزیر علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لیا ہو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو اور اگر اہلِ کتاب نے ذبح کے وقت ذبیحہ پر عزیر علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا ہو تو اس کا کھانا حرام ہے جیسے اور کسی کا نام لیا ہو، بوجہ قول باری تعالیٰ کے کہ--وَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ ہے۔

وضاحت: مصنفِ ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی وضاحت فرما دی جس کے خلاف سوائے معانداور ہٹ دھرم کے کوئی بھی لب کشائی نہیں کرسکتا۔عبارتِ مذکورہ سے صریحاً ثابت ہوا کہ وَ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کا معنی ومطلب یہی ہے کہ ذبیحہ پر عندالذبح اگر بِسْمِ اللہِ اَللہُ اَکْبَرُ نہ کہا گیا ہو تو اس کا کھانا یقیناً حرام ہے۔مزید تفصیل ومعلومات کیلئے اگر کسی کا شوق ہو تو مذکورہ حوالہ کے تحت ''ہدایہ شریف'' دیکھ سکتا ہے۔

مذکورہ عبارت سے مکمل طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے اور ایصالِ ثواب کیلئے اس کا ثواب والدین یا کسی ولی اللہ بالخصوص حضرت محبوبِ سبحانی، غوث الصمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح پُرفتوح پر ہدیہ کیا جاتا ہے اس جانور کا گوشت کھانا شرعاً بالکل جائز ودرست ہے اور یہی مسلک اہل

سنت والجماعت کا ہے اور یہی ہے عقیدہ تمام مسلمانوں کا ہے۔ جو اس کے خلاف ہے وہ دائرہ اہل سنت سے خارج بلکہ من الخوارج ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن کی عبارت غور سے پڑھیں اور پھر اس پر عمل شروع کریں اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی اور حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر وہ جانور بلند کیا گیا ہو جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام (حاشیہ ۱۹۶ میں مفسر فرماتے ہیں) کہ میں نے اس کا ترجمہ کیا ہے اور وہ جانور جس پر بلند کیا گیا ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام، میں نے اس ترجمہ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کا اتباع کیا ہے۔ قرآن کریم میں یہ آیت شریف چار بار آئی ہے اور ہر جگہ حضرت شاہ صاحب نے یہی ترجمہ کیا ہے اور وَ مَا اُهِلَّ کے لفظی ترجمہ میں وقت ذبح کی قید ہمیشہ ملحوظ رکھی ہے۔ مثلاً آپ نے اس آیت کا ترجمہ "و آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا" کے الفاظ سے کیا ہے۔

فتح الرحمٰن اور تمام مفسرین کرام نے اس آیت شریف کا یہی معنی بیان فرمایا ہے۔ میں امام ابوبکر جصاص کی عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں

ولا خلاف بين المسلمين ان المراد به الذبيحة اذا اهل بها لغير الله عند الذبح

ترجمہ: یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے (مزید تحقیق کیلئے خواہش مند حضرات تفاسیر قرطبی، تفسیر مظہری، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ فرماویں) بعض لوگ ان چیزوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی اللہ یا نبی علیہ السلام کا نام لے دیا جائے خواہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام ہی سے کیوں نہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اس طرح مشرکین کے مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے نام لے

دیا کرتے تھے لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمان کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری باطنی صوری یا معنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں ۔ کفار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیرتے ، وہ کہتے باسم اللات والعزیٰ یعنی لات اور عزیٰ کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں اور مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا ہی نہیں کرتے ، اس لئے ظاہری مشابہت نہ ہوئی ۔ نیز کافر ان جانوروں کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف کرتے ۔ کسی کو ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا اور مسلمان کسی غیر خدا کی عبادت کی نیت سے یا کسی کی خاطر ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرنے کے بعد یا یہ کھانا پکانے کے بعد فقراء اور عام مسلمان کھائیں گے اور اس کا جو ثواب ہوگا وہ فلاں صاحب کی روح کو پہنچے ۔

واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کے عمل اور مشرکین کے طریقہ میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے ۔ ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لے یا کسی غیر خدا کی عبادت کیلئے کسی جانور کی جان تلف کرے تو اس چیز کے حرام ہونے اور ایسا کرنے والے کے مشرک و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں ۔ اگر مقصد صرف ایصالِ ثواب ہو جیسا کہ ہر کلمہ گو کا مقصد ہوا کرتا ہے تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دیتے چلے جانا کسی عالم کو زیب نہیں دیتا'' ۔

(تفسیر ضیاء القرآن ، پیر محمد کرم شاہ الازہری ، سورہ بقرہ صفحہ ۱۱۶)

التماس: نہایت محنت سے میں نے جو مستند حوالے پیش کئے ان سے صاف ثابت ہوا کہ

ا: گیارہویں شریف (عرسِ سیدنا حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) منانا شرعاً بلا چون و چرا جائز

اور درست ہے۔

۲: گیارہویں شریف کیلئے تاریخ معین کرنا بنار بر مصالح بلا شبہ جائز ہے۔

۳: گیارہویں شریف میں ایصالِ ثواب کیلئے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کا گوشت کھانا شرعاً بالکل حلال وطیب ہے۔

راقم الحروف رب ذوالجلال کی بارگاہ میں قوی امید رکھتا ہے کہ ہمارے ان پیش کردہ حوالہ جات سے وہ لوگ بھی راہِ راست پر آ جائیں گے جو اب تک اس مسئلہ میں مخالفت کرتے رہے ہیں اور معتقدین کی پختگی عقائد کیلئے ممد ومعاون ثابت ہوں گے

ان شاءاللہ

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

رباعی درشانِ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

صبا بحسنِ ادب گو تو غوثِ اعظم را
خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری ز خاطرِ ناشاد محنت و غم را

(محدثِ کبیر حضرت سید شاہ محمد غوث قادری گیلانی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ)

مُشکل کُشا آ گئے!

سکندرؔ لکھنوی

بندۂ حق، محبّ شہ دو سرا، ہم غلاموں کے مشکل کشا آ گئے
اپنے دامن میں خالق کی رحمت لئے،فرش پر سید الاولیاء آ گئے

ہر ولی نے کہا رہنما آ گئے، ہر قطب نے کہا پیشوا آ گئے
غوث آپس میں غوثوں سے کہنے لگے،لومبارک وہ غوث الوریٰ آ گئے

جد امجد ہیں جن کے حسن مجتبیٰ، جد امجد ہیں جن کے شہ کربلا
جد اعلیٰ ہیں جن کے حبیب خدا، اہل ایمان کے پیشوا آ گئے

جن کی ٹھوکر نے مردوں کو زندہ کیا،موجِ دجلہ پہ جن کا مصلیٰ بچھا
چور کو جس نے ابدالِ کامل کیا،وہ خدا کے ولی باصفا آ گئے

ان کی گردن پہ ہیں مصطفیٰ کے قدم،سارے ولیوں کی گردن پہ ان کے قدم
جملہ ولیوں میں جو مثلِ ماہتاب ہیں،شمع فاران کی وہ ضیاء آ گئے

زیرِ دامن جو دنیا میں آ جائے گا،حشر میں مغفرت کی شفاء پائے گا
یہ ہے وعدہ خدا کا میرے غوث سے،لے کے یہ مژدہ جانفزا آ گئے

جب کوئی تازہ افتاد مجھ پر پڑی،سوئے بغداد رخ کر کے آواز دی
دستگیری کو میری سکندرؔ وہیں غوث الاعظم بہ فضل خدا آ گئے

منشور قرآنی　　　　قائد نورانی

جمیعت علماء پاکستان

تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم　　تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اسلام کے علمبردار نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا داعی

جناب عزت مآب فخرِ سادات

سید محمد سبطین قادری گیلانی (تاج آغا) صاحب

صدر جمیعت علماء پاکستان خیبر پختونخواہ و جملہ اراکین

منجانب

پیرزادہ معراج الدین سرکانی

ناظم جامعہ امانیہ، ہزارخوانی، پشاور

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق　　یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

الامیر ویلفیئر ٹرسٹ رجسٹرڈ

اغراض ومقاصد

(ا)۔ٹرسٹ کا نام ''الامیر ویلفیئر ٹرسٹ'' ہے۔

(۲)۔ٹرسٹ کا رجسٹرڈ آفس خیبر پختونخواہ میں ہوگا۔

وہ اغراض ومقاصد جن کیلئے ٹرسٹ بنائی گئی ہے مندرجہ ذیل ہوں گے:

(ا)۔ٹرسٹ کے فلاحی کاموں یا امدادی کاموں میں حصہ لینا، حصہ بانٹنا اور ان کاموں کو ترقی دینے کا عہد کرنا، جن میں غریبوں کی مدد، مصیبت زدہ لوگوں کی بحالی، تعلیمی سہولیات، طبی امداد، تفریحی سہولیات اور عوامی فلاح و بہبود کی ترقی وترویج کیلئے ٹرسٹ وقتاً فوقتاً فیصلے کرتا رہے گا۔

(۲)۔مصیبت زدوں کی امداد، بیمار اور ضرورت مند کی مدد اور خاص طور پر افراد کو اس قابل بنانا کہ وہ باعزت طور پر روزی کما سکیں اور نیم مہارتی تجارت یا مہارتی تجارت میں تربیت مہیا کرنا یا پیشوں میں مہارت مہیا کرنا یا چھوٹے پیمانے پر کاروبار قائم کرنے میں مدد دینا۔ چھوٹے پیمانے پر صنعتیں قائم کرنا، غریبوں کے لئے گھر تعمیر کرنے میں مدد دینا یا غریب لوگوں کے لئے گھر تعمیر کروانا۔

(۳)۔پاکستان کے اندر یا باہر ذہین طلباء کیلئے تعلیمی ترقی اور تحقیق کیلئے نقد چندے دینا، قرضہ جات دینا، انعامات دینا، وظائف دینا اور بڑی مقدار میں مدد فراہم کرنا، قرضہ جات جو دیئے جائینگے ان پر سود وصول نہیں کیا جائے گا۔

(۴)۔مولوی جیؒ کا مزار مکمل طور پر تعمیر کرنا اور مقبرے کی دیکھ بھال کے معاملات کا انتظام بھی کرنا۔

(۵)۔عام لوگوں کیلئے مذہبی کتابوں اور دوسرے مواد کو پرنٹ کرنا اور شائع کرنا جس میں ریکارڈ کیا ہوا مواد ٹرسٹ کی ضروریات کے مواد کو پرنٹ کرنا اور برقی ذرائع ابلاغ کیلئے مواد پرنٹ کرنا جس سے عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔

نعت شریف

فقیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

مدینے کی ہوا ہے اور میں ہوں
محبت کا سماں ہے اور میں ہوں
رسول پاکؐ کے قدموں کا صدقہ
یہ جنت کی ہوا ہے اور میں ہوں
رسول پاکؐ کے قدموں میں سر ہے
گناہوں کی جبیں ہے اور میں ہوں
کہاں میں اور کہاں دہلیز ہے یہ
میری قسمت ہے اعلیٰ اور میں ہوں
مجھے بھی خادموں میں گن کے رکھ لو
یہ صفّہ میں دعا ہے اور میں ہوں
تیری صورت کے میں قربان جاؤں
حرم کی یہ عطاء ہے اور میں ہوں
ہے قسمت اور مقدر میرا اپنا
حضوری ہے حضوری اور میں ہوں
عنایت کی کوئی حد بھی ہے مجھ پر
رسول پاکؐ کا منبر ہے اور میں ہوں
حرم کے صحن سے گنبد کو دیکھا
میرے دل کی جلا ہے اور میں ہوں

مورخہ 28۔فروری 1971ء
بروز اتوار ''ریاض الجنۃ'' میں یوں ہی لکھے گئے

کرم کی اک تمنا ہے تمہی سے
سیاہ کاری ہے میری اور میں ہوں
محبت کی نظر سے دیکھ لو تم
طلب ہے اک نظر کی اور میں ہوں
مقدر ہے میرا بالا و برتر !!
ہے جنت کا یہ ٹکڑا اور میں ہوں
جبیں ہے اور مُصلائے نبی ہے
یہ بخشش ہے، عطاء ہے اور میں ہوں
یہ انوار و تجلیات تیرے
یہ جالی کی ضِیاء ہے اور میں ہوں
تیرے دیدار کے صدقے میں جاؤں
منیٰ کی یہ فضا ہے اور میں ہوں
ہوا حاضر دوبارہ در پہ تیرے
یہ رحمت کی ادا ہے اور میں ہوں
امیرؔ بے نوا ہے اور مدینہ
عنایت ہے، عطاء ہے اور میں ہوں
مدینے کی ہوا ہے اور میں ہوں
محبت کا سماں ہے اور میں ہوں

طالب دُعا سید محمد سبطین قادری گیلانی (تاج آغا)